تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار ۔۔۔ لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

۱۳ تا ۱۹ جولائی ۲۰۰۰ء

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

آپؐ محبوبِ ربّ عُلیٰ ہیں

—— شبیر بخاری ——

آپؐ فخرِ عرب یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فخرِ عجم یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کے لطف و رحمت کی بارش ہر طرف یم بہ یم یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

حرف قرآں ہے سرمایہ جاں اس سے روشن ہے قندیل ایماں

ہر مقامِ شرف بخشِ انساں آپؐ سے محترم یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کا نور ہر زندگی میں، آپؐ کا نور ہر روشنی میں

دہر کی شامِ بے آگہی میں آپؐ صبح حرم یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

آدمی محورِ حق نما ہے، آدمی مظہر کبریا ہے

آپؐ کی ذات نے رکھ لیا ہے آدمی کا بھرم یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

دسترِ ایماں کا یہ ترجماں ہے میری اسلامیت کی زباں ہے

آپؐ کا نام وردِ زباں ہے روز و شب دم بہ دم یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

جلوہ گاہِ طوافِ بتاں پر سجدہ گاہ درِ خسرواں پر

ماسوا اللہ کے آستاں پر سر مرا ہو نہ خم یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

تری منزل کی جانب رواں ہوں گرچہ عاجز ہوں اور ناتواں ہوں

سہل ہو آپؐ کی رحمتوں سے راہ کا ہر پیچ و خم یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم گنہگار ہیں پر خطا ہیں ہم گرفتار بیم و رجا ہیں

آپؐ محبوبِ ربِّ عُلیٰ ہیں ہم پہ چشم کرم یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

اس شمارے میں

☆ اداریہ 2
☆ مکتوب امریکہ 3
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 4
☆ علیکم بسنتی 6
☆ ایمانیات 9
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 10
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت

آزادی کے بعد ایک عرصے تک ہم اپنی کوتاہیوں اور ناکامیوں پر یہ کہہ کر پردہ ڈالتے رہے کہ پاکستان ایک نوزائیدہ ریاست ہے۔ حالانکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد جب پاکستان آزاد ہوا جاپان اور جرمنی اتحادیوں کے ہاتھوں شکست کھا کر تباہ برباد ہو چکے تھے۔ چین میں سرخ انقلاب پاکستان کے آزاد ہونے کے بھی ایک سال بعد آیا۔ مغربی اتحادیوں میں سے فرانس کی حالت ناگفتہ بہ تھی لیکن ان سب ممالک نے پہلے اپنی سمت اور رخ متعین کیا اور پھر بہتر سے بہتر کی جستجو میں شاہراہ ترقی پر سرپٹ دوڑنے لگے۔ جبکہ ہمارا یہ حال ہے کہ ہم ترپن (۵۳) سالوں یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ ہفتہ وار تعطیل اتوار کی ہو یا جمعہ کی یا صدارتی نظام اور پارلیمانی نظام میں سے ہم کسے اپنائیں۔ یہ فیصلہ بھی نہ ہو سکا کہ طرز انتخابات مخلوط ہو یا جداگانہ۔ کبھی مغربی اور کبھی مشرقی پاکستان کے درمیان پیریٹی قائم کرتے ہیں اور کبھی ایک آدمی ایک ووٹ کو نشستوں کی الاٹ منٹ کی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ کبھی ون یونٹ بناتے ہیں کبھی توڑتے ہیں۔ سب سے بڑی اور اہم ترین بات یہ ہے کہ ہم آج تک اس بات پر متفق نہیں ہو سکے کہ قیام پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ تھا یا مسلمانان ہند نے ایک بڑی قوم کے معاشی غلبے سے بچنے کے لئے ایک علیحدہ وطن حاصل کیا تھا۔ یعنی ترپن سالوں میں ہم اپنی سمت اور اپنا رخ ہی متعین نہیں کر سکے۔

اللہ رب العزت نے اپنی نعمتوں سے جس قدر پاکستان کو نوازا ہے دنیا کے اکثر ممالک کو اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں۔ پاکستان کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ پنجاب دنیا کے زرخیز ترین علاقوں میں سے ہے۔ ہم دنیا میں کپاس پیدا کرنے والے ممالک میں چوتھے نمبر پر ہیں۔ تیل و گیس کے ذخائر بھی ہمارے پاس ہیں۔ پاکستان کا رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ بلوچستان معدنی وسائل سے مالا مال ہے اور وہاں ایک ایسی بندرگاہ ہے جس کا افغانستان سے سڑک کے راستے وسطی ایشیا کی ریاستوں تک کا فاصلہ ایرانی بندرگاہ بندر عباس سے سولہ سو کلومیٹر کم ہے۔ ہمارا جغرافیائی محل وقوع ایسا ہے کہ خلیجی ممالک اور ایشیا میں بالادستی حاصل کرنے کی خواہشمند بڑی قوتوں کو ہمارا تعاون درکار ہے۔ ہمارا شمار سائنس اور ٹیکنالوجی، انجینئرنگ صنعت و حرفت میں دنیا کے پسماندہ ترین ممالک میں سے ہے لیکن ایٹمی صلاحیت معجزاتی طور پر ہماری جھولی میں ڈال دی گئی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اس کے باوجود ہم تباہی اور بربادی کی طرف کیوں لڑھک رہے ہیں؟

اگرچہ زندگی کے ہر شعبہ میں غفلت کوتاہی اور بدعنوانی کی بنا پر ہم ترقی کے ساتھ ساتھ عزت و وقار سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم ان سطور میں صرف موزوں سیاسی نظام کے حصول میں ناکامی ہی کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

1947ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا لیکن پاک سرزمین نو سال تک آئین سے محروم رہی۔ 23 مارچ 1956ء کو پہلا آئین ملک میں نافذ ہوا جس کے تحت پارلیمانی نظام حکومت قائم ہوا لیکن ابھی اڑھائی سال کا عرصہ گزرا تھا کہ یہ آئین بھاری بوٹوں تلے روندا گیا۔ ایوب خان نے 1962ء میں نیا آئین اور نیا سیاسی نظام قائم کیا۔ پارلیمانی نظام حکومت ختم کر کے صدارتی طرز حکومت اپنایا گیا۔ اور بالغ رائے دہی کے بجائے بی ڈی سسٹم کا تجربہ کیا گیا۔ صدر مملکت اور اسمبلیوں کے انتخابات کے لئے بلدیاتی کونسلرز پر مشتمل الیکٹرول کالج قائم کیا گیا۔ عوام سے براہ راست رابطہ ختم ہونے سے یہ نظام اور آئین سب کچھ زمین بوس ہو گیا۔ اگلے انتخابات کے نتائج تسلیم نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ وطن عزیز دولخت ہو گیا۔ البتہ بچے کھچے پاکستان نے ایک متفقہ آئین بنانے میں کامیابی حاصل کر لی۔ اس آئین میں پارلیمانی نظام تجویز کیا گیا تھا۔ بھٹو نے مزدور کو ایکسپلائٹ کرنے کے لئے سوشلزم کی بیخ لگا دی اور اسی آڑ میں ذاتی آمریت قائم کرنے کے لئے آئین کا حلیہ بگاڑ دیا۔ بھٹو رخصت ہوئے تو ہمارے سپریم کورٹ نے آئین کی تکیل ضیاء الحق کے ہاتھ میں تھما دی۔ انہوں نے اپنے مفادات کی خاطر آئین کو آدھا تیتر آدھا بٹیر بنا ڈالا کیونکہ وہ صدر بن سکتے تھے وزیر اعظم نہیں۔ ضیاء الحق نے پیپلز پارٹی کے خوف سے غیر جماعتی انتخابات کی بنیاد ڈالی جس نے ذات برادری علاقائی اور نسلی تعصبات کو خوب ہوا دی۔ ممبری اور دولت لازم و ملزوم ہو گئے جس کے نتیجے میں اقتدار کا ہما ملک کے دولت مند ترین شخص کے سر پر جا بیٹھا۔ یہ شخص سیاہ و سفید کا مالک بننا چاہتا تھا لیکن اس خواہش کی تکمیل کی حسرت لئے وہ سلاخوں کے پیچھے موجود ہے۔ اب مشرف قوم کو نیا سیاسی نظام دینا چاہتے ہیں۔ وہ ارتقائی نہیں بلکہ انقلابی تبدیلی کے قائل ہیں، وہ ماضی کو مکمل طور پر رد کر دینا چاہتے ہیں۔ مشرف حکومت کو معلوم ہونا چاہئے کہ چلتے ہوئے نظام میں اصلاح احوال کے لئے کتنی بڑی تبدیلی کیوں نہ کی جائے وہ انقلاب نہیں ہو گا اور وہ تبدیلی ارتقائی عمل سے ممکن ہو سکے گی اور اس میں ماضی کو اگر حال کا جز نہ بنایا گیا تو ایسا بھی ممکن ہے کہ نہ صرف ہم پہلی اچھی باتوں سے فارغ ہو جائیں بلکہ نئی غلطیوں کا ارتکاب کر بیٹھیں۔ بنیادی سطح (grass root level) تک اختیارات کی منتقلی یقیناً قابل تحسین اور خوش کن ہے۔ ضلعی انتظامیہ، ضلعی عدلیہ یہ سب کچھ سر آنکھوں پر لیکن اگر جاگیرداری نظام ختم نہیں ہو گا تو ہم آپ کو آج بتائے دیتے ہیں کہ فلاں ضلع کا گورنر فلاں ہو گا۔ جاگیرداروں کا شکنجہ عوام کی گردنوں پر مزید کسا جائے گا۔ یونین کونسل اور ضلع کی سطح پر خواتین کو مساوی نمائندگی دینے کا عالمی ریکارڈ قائم کرنے پر آپ کو شاید نوبل پرائز تو مل سکتا ہے لیکن دیہی معاشرے کا ستیاناس ہو جائے گا۔ پھر وہی ہو گا جو اب تک ہوتا آیا ہے۔ ایک بار پھر آنے والا جانے والے کو کوسنا شروع کر دے گا۔ آپ کے بعد آنے والا حاکم اسی فیاضی کو تمام برائیوں کی جڑ قرار دے گا۔ چلتے ہوئے نظام میں اصلاح ماضی اور حال کی آمیزش سے اور مستقبل پر نگاہ رکھنے سے ہوا کرتی ہے۔ اس بد نصیب قوم کا معاملہ تو یہ ہے کہ ؎ ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت

سیاسی انتخابات میں حصہ لے کر اسلامی نظام برپا کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں

دینی جماعتوں کی جانب سے جو بھی مطالبات حکومت کے سامنے پیش کئے جائیں پوری طاقت سے پیش ہوں

اگر مظاہروں کی ضرورت پیش آئے تو نہایت باوقار انداز ہونا چاہئے

دینی سربراہوں کے نام امریکہ میں مقیم ایک پاکستانی کا ایک درد بھرا خط

محترم قاضی حسین احمد صاحب!

امیر جماعت اسلامی پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دورۂ جاپان کے زمانے میں محترم رحمت الٰہی صاحب قائم مقام امیر جماعت کی جانب سے مجھے آپ کے موسومہ اپنے ایک سابقہ عریضہ کا جواب ملا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ ۱۹۹۷ء کے انتخابات کا بائیکاٹ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ جماعت ہمیشہ کے لئے انتخابات سے کنارہ کش ہو گئی ہے' نیز یہ کہ دینی جماعتوں کے باہمی تعاون کے سلسلہ میں یکجہتی کونسل کا قیام عمل میں آیا تھا ـــــ اگرچہ جہاں تک مجھے علم ہے یکجہتی کونسل غالباً طویل عرصہ تک تعطل کا شکار رہی لیکن حال میں دوبارہ اتحادی کوششوں کے ذریعہ توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کو رُکوا دینا اتحاد کی ایک صحت مند علامت ہے اور قابل مبارکباد بھی۔

کافی طویل عرصہ سے راقم الحروف کے زیر غور یہ مسئلہ رہا ہے کہ پاکستان میں ایک مکمل اسلامی نظام کا قیام کس طرح ممکن العمل بنایا جا سکتا ہے۔ اپنی ناچیز دانست میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں اسے آپ کے سامنے پیش کر دینا اس تازہ عریضہ کی غرض ہے۔ میرے ذہن میں صرف دو صورتیں آتی ہیں۔ ایک تو اسی طرح کا انقلاب جیسا کہ ایران کے روح اللہ خمینی صاحب کی قیادت میں آیا تھا۔ لیکن اس طرح کے انقلاب کی کامیابی کے لئے ایک ویسی ہی قیادت کی ضرورت ہے جیسی کہ خمینی صاحب کی تھی جس کے تحت ملک کی غالب اکثریت نے جان نثارانہ طور پر ان کا ساتھ دیا۔ ایسی اکثریت کی تائید کے بغیر کسی انقلابی اقدام کا کامیاب ہونا مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ پاکستان میں ایسی قیادت کے ابھرنے کے امکانات کیا ہیں۔ اگر آپ خود یا کوئی اور بزرگ پورے عزم کی ساتھ ایسی ہمت فرما سکیں تو اس سے بہتر کوئی اور صورت نہیں ہے کہ پاکستان میں ویسی اسلامی حکومت برپا ہو سکے جسے حقیقی معنوں میں حکومت الٰہیہ یا نظامِ مصطفےٰ کہا جا سکے ـــــ دوسری صورت اگرچہ کمتر درجہ کی ہے لیکن بہ حالات موجودہ زیادہ قابل عمل نظر آتی ہے۔ اس کو پیش کرنے سے پہلے عرض کر دوں کہ سیاسی انتخابات میں حصہ لے کر اسلامی نظام برپا کرنا جوئے شیر لانے سے کم مشکل نہیں ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اس عاجز کو یہ نظر آتی ہے کہ آج دنیا بھر کے مسلم ممالک میں سے جہاں بھی انتخابات کا انعقاد ہوتا ہے کم و بیش ان سب کے پیچھے ایک ایسا غیبی ہاتھ کام کرتا ہے جس کے زیر اثر شاذ و نادر ہی نتیجہ اسلام پسند عوام کی خواہشات کے مطابق نکلتا ہو اور کہیں اگر نکلتا بھی ہے تو پھر الجزائر کے انتخابات کی یاد تازہ فرمالیجئے کہ وہاں کیا ہوا۔ پاکستان کے سیاسی انتخابات میں اگر آپ کو کامیابی ہو سکتی ہے تو غالباً صرف اسی صورت میں جبکہ کوئی سیکولر سیاسی پارٹی میدان میں نہ ہو۔ اس کے کوئی آثار نظر نہیں آتے کہ سیاسی پارٹیاں میدان سے ہٹ جائیں۔ لہٰذا آخری صورت جو نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ حکومت خواہ کوئی بھی بنے 'فوجی یا سول' ہر صورت میں کیا یہ جائے کہ تمام دینی عناصر کا ایک متحدہ محاذ ہو' وہ ایک طرف اپنی متحد طاقت سے حکومت پر مسلسل زور ڈالتا رہے (جیسا کہ توہین رسالت کے مسئلہ میں کیا گیا) کہ پاکستان کے دستور میں جو بڑی حد تک اسلامی ہے' جتنی دفعات نفاذ شریعت سے متعلق موجود ہیں ان سب کو تدریجاً لیکن امکانی حد تک جلد از جلد روبعمل لایا جا سکے اور اگر کوئی ایسی دفعات موجود رہ گئی ہیں جو اسلامی احکام کے خلاف پڑتی ہوں تو انہیں درست کیا جائے ـــــ دوسری طرف ملکی معیشت کو سدھارنے کے لئے دینی جماعتوں کی جانب سے ایک ایسا قابل عمل منصوبہ حکومت کے سامنے پیش کیا جائے جسے روبعمل لایا جاتا اگر اقتدار دینی جماعتوں کے ہاتھ میں ہوتا۔ دینی جماعتوں میں' مجھے یقین ہے کہ اسلامی معاشیات کے ماہرین کی کمی نہیں ہے۔ اگر تمام دینی جماعتیں اپنے ایک مشترکہ اجلاس میں ماہرین معاشیات کی ایک ایسی ٹیم کا انتخاب کریں یا ایسی ٹیم بنائیں جس میں وہ تمام ماہرین شامل ہوں جو کسی بھی دینی جماعت میں موجود ہوں تو اس ٹیم کے تفویض یہ کام کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے باہمی مشورے سے کثرت آراء کی بنیاد پر معاشی منصوبہ مرتب کریں ـــــ ان دونوں کاموں کے لئے بڑی زیرکی سے اقدام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ غیبی ہاتھ ایسی چالاکی کی ساتھ پاکستان سے اسلامی تہذیب و ثقافت کا جنازہ نکالنے کے لئے کام کر رہا ہے کہ ظاہر میں نگاہوں میں اسے پہچاننا بے حد مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ خاموشی سے یہ قانون پاس کرا دیا گیا کہ علاقائی انتخابات منعقد ہوں گے اور ان میں پچاس فیصد نشستیں خواتین کے لئے اس شرط کے ساتھ مختص ہوں گی کہ کوئی خاتون امیدوار نہ بھی آئے تو نشست خالی رہے گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مردوں میں اگر زیادہ قابلیت رکھنے والے لوگ موجود ہوں بھی تو وہ نہ آنے پائیں لیکن خواتین خواہ کتنی ہی جاہل ہوں (جن کی غالباً پاکستان میں کمی نہیں ہے) وہ آجائیں۔ پھر خواتین کی پوری آبادی کو مردوں کے مقابلہ میں لا کھڑا کرنا جس سے خاندانی نظام کی تباہی کا راستہ کھلے گا اسے سمجھنے کے لئے کچھ بہت زیادہ غور اور فکر و فہم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہندوستان کو خواتین کا جو وفد دوستی بڑھانے کے لئے بھیجا گیا وہ کیسی خواتین پر مشتمل تھا ان کے بارے میں ہندوستانی مسلمانوں نے کیا رائے ظاہر کی اس سے آپ ناواقف نہیں ہوں گے۔ دنیا بھر کے اسلام پسندوں کا سر شرم سے جھک گیا ہوگا کہ پاکستانی خواتین نے اسلام کی کیسی نمائندگی کی۔

ان مثالوں کو پیش کرنے سے میرا منشاء یہ بتانا بھی ہے کہ آپ نے جتنی توجہ توہین رسالت کے قانون پر دی اتنی ہی توجہ حکومت کی ان کارستانیوں پر بھی دینے کی ضرورت ہے۔ تبادلہ تہذیب و ثقافت کے نام پر جو حیا سوز فلمیں ہندوستان اور دیگر ملکوں سے درآمد ہوتی ہیں اور سینما ہاؤسوں کے علاوہ T.V کے ذریعہ بھی دکھائی جاتی ہیں کیا ان

(باقی صفحہ ۵ پر)

بیگم کلثوم نواز کی حالیہ کامیابیوں کا سہرا صد فی صد حکومت کے سر ہے

۸ جولائی کے واقعہ سے حکومت کی سیاسی سمجھ بوجھ میں کمی اور خود اعتمادی کا فقدان ظاہر ہو گیا ہے

اگر نواز شریف کی اہلیہ ایجی ٹیشن کے بجائے قانونی اور عدالتی جنگ لڑیں تو انہیں زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے

مرزا ایوب بیگ، لاہور

۸ جولائی کے واقعہ کی ہر سطح پر مذمت ہو رہی ہے۔ اداریہ نویس اور کالم نگار سب اس بات پر متفق ہیں کہ حکومت کی حماقت سے ایک فلاپ شو دنیا بھر میں پبلسٹی حاصل کر گیا۔ بیگم کلثوم نواز جو نو ماہ کی دوڑ دھوپ سے ابھی تک میڈیا کی کوئی خاص توجہ حاصل نہیں کر سکیں تھیں اب اپنے معاملے کو اچھالنے میں بہت کامیاب ہو گئی ہیں اور ان کی کامیابی کا سہرا صد فی صد حکومت کے سر ہے۔ یہاں تک کہ ۱۲/ اکتوبر کے بعد پہلی مرتبہ میاں اظہر کے ہم خیال گروپ نے حکومتی اقدام کی مذمت کی ہے اور کلثوم نواز کے لئے کلمہ خیر کہا ہے۔ اگرچہ سابق وزیر اعظم کی اہلیہ ان ڈور اجلاس میں کارکنوں کی حمایت حاصل کرنے میں زبردست کامیاب ہوئی تھیں اور مسلم لیگ کے دوسرے لیڈروں کی نسبت زیادہ فعال نظر آ رہی تھیں، لیکن محترمہ کلثوم نواز موجودہ حکومت کے خلاف عوام کو متحرک کرنے اور سڑکوں پر لانے میں مکمل ناکام ہو چکی تھیں۔ البتہ ۸ جولائی کو حکومت کے over act کرنے سے میڈیا پر انہیں بڑی coverage ملی۔ ۸ جولائی سے پہلے جس انداز میں ملک بھر میں گرفتاریاں کی گئیں پھر پنجاب کی پولیس نے جس طرح رائے ونڈ اور ماڈل ٹاؤن کا محاصرہ کیا اور کلثوم کی گاڑی کو کرین سے اٹھانے کی جو حماقت کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت میں سیاسی سمجھ بوجھ اور خود اعتمادی کا کس قدر فقدان ہے۔ انتظامی سطح پر یہ کسی ایسے شخص یا گروہ کی کاروائی معلوم ہوتی ہے جو صحیح صورت حال سے مکمل طور پر بے خبر اور لاعلم ہے۔ مسلم لیگ کے ہر بڑے لیڈر جن میں چوہدری شجاعت، پرویز الٰہی، اعجاز الحق اور راجہ ظفر الحق وغیرہ شامل ہیں، نے ۸ جولائی کے "کاروان تحفظ پاکستان" کی شدت سے مخالفت کی تھی، بلکہ یہاں تک کہہ دیا تھا کہ یہ پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی ہو گی۔ اگرچہ ماڈل ٹاؤن میں شریف فیملی کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والے کارکنوں کے اجلاس میں نواز شریف زندہ باد کے نعرے بڑے پر زور لگ رہے تھے لیکن یہ بھی واضح ہو رہا تھا کہ باہر نکل کر ڈنڈے کھانے اور جیل جانے کے لئے کوئی تیار نہیں۔ پھر موسم کی اس شدت میں بھی روز روز جلوس نکال کر اسے مزاحمتی تحریک بنا دینے کا کوئی دور دور امکان نہیں تھا۔ فرض کریں لاہور

تجزیہ

میں چند سو کارکن سڑکوں پر نکل بھی آتے اور پشاور پہنچتے پہنچتے چند ہزار لوگ محترمہ کیلئے استقبالیہ نعرے لگا لیتے اور انہیں ہار پہنا دیتے تو اس میں حکومت کا کیا بگڑتا جو تاجروں کو کہتی ہے جتنی چاہے ہڑتالیں کر لو ہماری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، مس ہینڈلنگ کی یہ بد ترین مثال تھی۔ ۱۰/ اپریل ۱۹۸۶ء کو لاہور میں محترمہ بے نظیر بھٹو کے استقبال کیلئے جو انسانوں کا سیلاب امڈ آیا تھا اور جس کے بارے میں صد فی صد درست ہے کہ وہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جلوس تھا، جونیجو حکومت کی محض اچھی سیاسی حکمت عملی نے اسے کیسے پر امن انداز میں گزار دیا تھا۔ خدانخواستہ اس وقت کوئی لال بھکڑ اسے مس ہینڈل کرتا تو شاید سارا لاہور لہولہان ہو جاتا، جس کا نتیجہ کچھ بھی نکل سکتا تھا۔

موجودہ حکومت نے ایسا کیوں کیا ہماری رائے میں اس کے درج ذیل امکانات ہو سکتے ہیں۔

۱) یہ محض سیاسی بے تدبیری اور خود اعتمادی کا نہ ہونا تھا۔

۲) ۱۲ جولائی کو مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس سے پہلے نواز شریف کے حامیوں کی گرفتاری مقصود ہو تاکہ اینٹی نواز شریف عناصر اجلاس میں اپنی مرضی کا فیصلہ کروا سکیں۔

۳) انتظامیہ میں ایسے لوگوں کی کارستانی ہو جو مشرف حکومت کے خلاف تحریک کو مہمیز لگانا چاہتے ہوں۔

۴) مسلم لیگ میں بیگم کلثوم نواز کے پر جوش کارکنوں کو خوف زدہ کرنا اور انہیں جیل بھیج کر محترمہ کو بے دست و پا کرنا ہو، تاکہ وہ مجبور ہو کر کچن میں واپس چلی جائیں۔

۵) مشرف حکومت اور شریف فیملی میں اگر کوئی ڈیل ہو رہی ہے، افواہیں گردش کر رہی ہیں تو اس ڈیل میں بالادستی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔

۶) بہرحال وجہ کچھ بھی تھی حکومت نے حماقت عظمٰی کا ارتکاب کیا ہے جس سے حکومت کا امیج بری طرح متاثر ہوا ہے۔

ہم آخر میں ملک، مسلم لیگ اور شریف فیملی کے مفاد میں چند گزارشات بیگم کلثوم نواز کی خدمت میں عرض کرنا چاہیں گے۔

۱) مسلم لیگ ایک عرصہ سے حکومتی جماعت کی حیثیت سے فعال رہی ہے، قیام پاکستان کے بعد تحریک چلانا اور مزاحمت کرنا اس کے کلچر کا حصہ نہیں ہے۔

۲) وہ جماعت حکومت مخالف تحریک کیسے چلا سکتی ہے جس کے اکثر و بیشتر بڑے لیڈر اٹھتے بیٹھتے یہ کہہ رہے ہوں کہ ہم کسی صورت میں فوج سے نہیں ٹکرائیں گے۔

۳) پاکستان میں ہر مزاحمتی تحریک کا ہراول دستہ مذہبی عناصر ہوتے ہیں ان کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔ آپ کے شوہر نامدار نے اکا دکا مذہبی شخصیات کو چھوڑ کر مذہبی عناصر اور جماعتوں کو اپنے دور حکومت میں اپنا دشمن بنا لیا جن میں جماعت اسلامی اور سپاہِ صحابہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ایسی صورت میں آپ کامیاب مزاحمتی تحریک چلنے کی کیا امید رکھ سکتی ہیں۔

۴) عوام کا تاثر یہ ہے کہ ہر تبدیلی ان کے لئے مزید مصائب کا باعث بنتی ہے لہٰذا وہ بد دل ہو کر ایسی تمام تحریکوں سے لاتعلق ہو چکے ہیں۔

۵) آخر میں فرض کریں کہ اس سب کچھ کے باوجود آپ کامیاب تحریک سے حکومت کو پسپائی پر مجبور کرتی ہیں

تو کیا آپ یہ توقع کرتی ہیں کہ حکومت آپ کے شوہر نامدار کو رہا کر کے تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کی دعوت دے گی۔ اگر آپ ایسا سمجھتی ہیں تو آپ پاکستان کے ماضی اور حال سے مکمل طور پر بے خبر ہیں۔ آپ کی کامیاب تحریک کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں نکل سکتا کہ کوئی دوسرا جرنیل مشرف کی جگہ لے لے اور وہ اقتدار پر متمکن رہنے کے لئے کوئی اور جواز تلاش کرے گا۔ یہ تبدیلی کسی بڑی تباہی اور بربادی کے بغیر ممکن نہیں۔

لہٰذا ہماری رائے میں اول تو آپ کوئی تحریک برپا کرنے میں کامیاب ہو نہیں سکتیں اور ثانیاً یہ کہ ایسی تحریک ملکی سطح پر بہت بڑے نقصان کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی اور اہم ترین بات یہ ہے کہ تحریک کی کامیابی سے بھی شریف فیملی کے ہاتھ کچھ نہیں لگے گا۔ حالات کے اس تجزیہ کے بعد ہم آپ کی خدمت میں یہ مشورہ پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں کہ آپ اپنی جدوجہد کو قانون کے دائرے میں محدود کر دیں' قانونی اور عدالتی جنگ پوری طرح تیار ہو کر لڑیں اور wait and see کی پالیسی اختیار کریں۔ ایسی صورت میں بھرپور امکان موجود ہے کہ حکومت بھی مفاہمت کی طرف بڑھے اور آپ کے شوہر نامدار اقتدار میں واپس آ سکیں یا نہیں' سلاخوں کے عقب سے ضرور باہر نکل آئیں گے ؎

ہم حضور کو نیک و بد سمجھائے دیتے ہیں

بقیہ : مکتوب امریکہ

پر کچھ کم توجہ کی ضرورت ہے؟ غرض یہ بات انتہائی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ملک میں جتنے بھی عوامل ایسے کام کر رہے ہیں جو اسلام تہذیب و ثقافت اور خدا و رسولؐ کے احکام کے خلاف ہوں۔ ان سب کے بارے میں حکومت پر زور ڈالا جاتا رہے کہ تمام خرابیوں کی طرف توجہ دی جائے۔

آخری بات یہ عرض کر دوں کہ دینی جماعتوں کی جانب سے جو بھی مطالبات حکومت کے سامنے پیش کئے جائیں وہ پوری طاقت سے تو پیش ہوں لیکن یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہڑتالیں کی جائیں' بازار بند کرائے جائیں اور ایسا شور و غوغا ہو کہ ملکی اثاثوں کو نقصان پہنچے جیسا کہ عام رواج پڑا ہوا ہے۔ اگر مظاہروں کی ضرورت پیش آئے تو نہایت باوقار طریقہ پر ہونا چاہئے کہ جس سے ٹریفک میں خلل نہ پڑے۔ نیز یہ کہ کوشش اصلاحات کی ہونی چاہئے' حکومت کو گرانے کی نہیں

آپ کے غور کے لئے اسی پر اپنا عریضہ ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دینی جماعتوں کے اتحاد کو پائیداری بخشے۔ (آمین)

طالب دعا
سید عبدالقادر
راؤنڈ راک' امریکہ

نقول برائے :

(۱) مولانا فضل الرحمن صاحب' جامعۃ المعارف
(۲) مولانا سمیع الحق صاحب' دارالعلوم حقانیہ
(۳) مولانا شاہ احمد نورانی صاحب' گڑھی افغاناں
(۴) ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' تنظیم اسلامی
(۵) پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب' مرکز الدعوۃ والارشاد

آئینہ

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

تحریر : نعیم اختر عدنان

گذشتہ دنوں روزنامہ "نیوز" کے زیر اہتمام اسلام آباد میں سارک ممالک کے صحافیوں کی تین روزہ "میڈیا کانفرنس" منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے چیدہ چیدہ نکات روزنامہ جنگ میں جناب ارشاد احمد حقانی کے کالم "حرفِ تمنا" میں شائع ہوئے۔ جناب ارشاد احمد حقانی نے بھارتی صحافیوں کے طرز لباس اور طرز گفتگو کے بارے میں کچھ یوں لکھا "مسٹر مہتہ بھارت کے چوٹی کے انگریزی ہفت روزہ اخبار کے ایڈیٹر ہیں لیکن میں نے ان کے لباس اور چال ڈھال میں امارت' پھوں پھاں اور خود پسندی کی خوبو قطعاً نہیں دیکھی۔ بھارتی ڈپٹی ہائی کمشنر کے کھانے کی دعوت میں' میں نے بطور خاص نوٹ کیا کہ تین سینئر ترین بھارتی ایڈیٹروں کا لباس بہت سادہ تھا اور ان کے پاؤں میں بھی بالکل معمولی قسم کے چپل تھے جو ہمارے ہاں شاید بیس تیس روپے میں باآسانی مل جائیں۔ ان میں سے کسی نے نہ سوٹ پہنا ہوا تھا اور نہ ٹائی لگائی ہوئی تھی —— مسٹر اجیت کمار بھٹہ چاریہ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے ڈائریکٹر اور ایڈیٹرز گلڈ آف انڈیا کے صدر رہیں' ان کے منکسرانہ مزاج انداز کو دیکھ کر کوئی شخص یہ اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ بھارت کے کتنے بڑے صحافی اور دانشور ہیں۔ ہندوستان کے موقر جریدے "دی ہندو" کے ایڈیٹر مسٹر کے کیتال انتہائی دھیمے انسان ہیں' اردو اور فارسی زبان پر عبور رکھتے ہیں' نہایت متوازن گفتگو کرتے ہیں' الفاظ کی جارحیت کا شائبہ بھی ان کے نطق اور استدلال پر نہیں پایا جاتا۔"

قارئین محترم یہ تھے بھارت کے چند بڑے صحافیوں کے بارے میں ہمارے ملک کے ایک بڑے اور نامور صحافی کے تاثرات۔ آیئے ارشاد احمد حقانی کے ان تاثرات و مشاہدات کے آئینے میں اپنے صحافیوں' اپنے سیاسی و مذہبی رہنماؤں' اپنے تاجروں' اپنے سرکاری آفیسروں' اپنے حکمرانوں' اپنے عوام کا چہرہ دیکھیں۔ نفیس کپڑے کے بنے تھری پیس سوٹ' نہایت مہنگے ملکی و غیر ملکی جوتے' لاکھوں روپے مالیت کی لش پش کرتی غیر ملکی ساختہ لگژری گاڑیاں' سیاسی و مذہبی رہنماؤں اور حکومتی عہدے داروں کے دائیں بائیں موجود رہنے والے کلاشنکوف بردار محافظ' محلات نما مکانات' قیمتی اشیاء سے مزین ڈرائنگ رومز' شادی بیاہ کی تقریبات پر خواتین کے نہایت قیمتی لباس اور بھاری مالیت کے زیورات' یہ سب کچھ ہمارے اس معیار زندگی کا لازمی حصہ بن چکا ہے جو حرام کی کمائی' غیر ملکی "بھیک" کا مرہون منت ہے اور اس پر ستم بالائے ستم یہ کہ ہم لوگ اسلام کے نام لیوا' اسلام کا دم بھرنے والے اور اسلام کے علمبردار بھی بنتے ہیں۔ ہمارے محبوب اور پیارے نبیؐ اور ان کے عالی وقار صحابہؓ کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں مگر ہم جو اسلام کے نام لیوا ہیں اسلامی تعلیمات پر عمل سے گریزاں ہی نہیں عملاً اس کے مخالف بھی ہیں۔ جبکہ ایک نقشہ وہ ہے جو بھارت کے رہنماؤں اور عوام کا ہے جسے ہم اپنا دشمن اور مدمقابل گردانتے ہیں' اس کا ہر سطح پر مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ہمارے رہنما اور عوام بھارتی رہنماؤں اور اعلیٰ طبقات کے سادہ طرز زندگی سے بھی کوئی سبق حاصل کریں گے؟ یا موجودہ بناوٹی' مصنوعی اور مانگے تانگے کا طرز زندگی ہی اپنائے رکھ کر اپنی تباہی و بربادی پر خود مہر تصدیق ثبت کرتے رہیں گے۔

قرآن مجید میں خالق کائنات نے اہل ایمان ہی کو یہ ہدایت دی ہے "کھاؤ اور پیو مگر فضول خرچی نہ کرو —— کیونکہ ایسا کرنے والے رحمان کے بندے نہیں' شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں —— قرآن مجسم اور اسوہ کاملہ کی حامل ذات والاصفاتؐ کا فرمان عالی شان ملاحظہ ہو "وہ کبھی تنگ دست نہیں ہوتا جو خرچ میں میانہ روی یعنی اعتدال کا رویہ اختیار کرتا ہے" مگر یہ ساری نعمتیں اس وقت عملاً ناکارہ ثابت ہو جاتی ہیں جب سب سن کر اور سمجھ کر بھی ہم "میں نا مانوں" کے الفاظ کا سہارا لے کر اس شعر پر عمل پیرا ہونے پر اصرار کرتے ہیں ؎

تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

میدانِ معیشت میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جاری کردہ سنتوں کو زندہ کیجئے

حاصل مطالعہ : فرقان دانش خان

پاکستان میں خودکشی کی وارداتوں میں مسلسل اضافے کی خبریں خطرے کی آخری حد کو عبور کر چکی ہیں مگر ہماری حکومت' خوشحال طبقات اور دیندار لوگوں نے ابھی تک اس مسئلے کی سنگینی پر سنجیدگی سے توجہ دینے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ صوبہ پنجاب میں غربت کی شرح بے پناہ ہو جانے کے باعث خودکشی کی رفتار میں اضافہ ہوا ہے اور روزانہ چھ سات افراد کے خود کو ہلاک کر لینے کی اطلاعات اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ یہ اس صوبے کا حال ہے جس کے بارے میں صوبہ سندھ میں عمومی رجحان یہ ہے کہ یہ صوبہ پورے ملک کو لوٹ رہا ہے' ملک کے ذرائع معیشت پر قابض ہو چکا ہے اور اس صوبے کا ہر فرد ظالم اور استحصالی ہے۔ غربت کی ایسی ایسی کہانیاں اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں کہ ان کو پڑھ کر بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں مگر اس کے باوجود معاشرے میں "عمومی بے حسی" طاری ہے اور غربت کو ختم کرنے اور خودکشی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کو کم کرنے کے لئے ریاست سے لے کر معاشرے کی سطح تک کسی جگہ سے کوئی توانا آواز بھی آج تک نہیں اٹھی۔ اس مجرمانہ و سفاکانہ بے دردی' بے نیازی' غیر ذمہ داری کو کیا نام دیا جائے؟

پنجاب میں تین معصوم بچیوں نے اس لئے خودکشی کر لی کہ وہ چار دن سے بھوکی تھیں' باپ سے کہا سامنے کھیت سے گاجر توڑ لائے' وہ باہر نکلا مگر غیرت مند باپ کے ضمیر نے گوارا نہ کیا کہ بغیر اجازت کھیت سے گاجر توڑے' کچھ دیر بے تابی سے باہر ٹہلتا رہا' خالی ہاتھ واپس لوٹا تو اس کی گود بھی ہمیشہ کے لئے خالی ہو چکی تھی' تینوں بچیوں نے خودکشی کر لی تھی اور اس بستی میں کوئی ایسا کاندھا نہ تھا جس پر سر رکھ کر وہ رو سکتا اور اپنا درد دل بیان کر سکتا۔

کراچی کے چن لال سے اس کے بچوں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ بابا کیا اس مرتبہ بھی عید پر ہمارے کپڑے نہیں بنیں گے' صرف پندرہ سو روپے کا مسئلہ تھا' چن لال کی جلی ہوئی لاش جب واپس آئی تو بچے بین کر رہے تھے کہ بابا ہمیں عید کے کپڑے نہیں چاہئیں' آپ آنکھیں کھولئے' ہم اب بھی عید پر کپڑے نہیں پہنیں گے' مگر اب ان بچوں کی زندگی میں کوئی عید بھی ہو گی' انہیں کبھی کوئی خوشی بھی میسر آ سکے گی؟

گزشتہ مہینے کراچی شہر میں خودکشی کے دو دہلا دینے والے واقعات بھی اس بے حس معاشرے میں ہلچل کا باعث نہ بن سکے۔ شیر شاہ تھانہ کے علاقہ جناح روڈ گلی نمبر ۷۵ میں رہنے والے ۲۴ سالہ محمد اسلم ولد برکت خان نے معاشی بدحالی اور بیروزگاری کے باعث خود کو پھانسی لگا کر ہلاک ہونے پر مجبور ہو گیا۔ ہلاک ہونے والا محمد اسلم اپنے جھگی نما گھر میں **ایک نیم پاگل بھائی حنیف' والدہ اور نابینا والد کے ہمراہ رہتا تھا' غربت اور افلاس کے ستائے ہوئے اس خاندان نے گزشتہ چار روز فاقہ کر رکھا تھا۔** محمد اسلم جو ڈرائیور کا کام کیا کرتا تھا گزشتہ کچھ عرصہ سے بیروزگار تھا۔ فاقوں سے تنگ آ کر گزشتہ شب اپنے کسی جاننے والے سے دو روپے مانگ کر ہوٹل سے ایک روٹی خرید کر لایا اور اس ایک روٹی سے نابینا والد' ضعیف والدہ اور نیم پاگل بھائی کو کھلایا اور پھندا لگا کر ہلاک کر لیا۔ ضعیف والدہ نے جوان بیٹے کی لاش لٹکتے دیکھی تو دیوانہ وار چلانے لگی' شور و غل سن کر اہل محلہ جمع ہوئے لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جو اپنے پڑوسی کی بھوک کے مارے خودکشی پر نادم ہوتا۔

عیدگاہ کے علاقہ میں نشتر روڈ پر مکہ بلڈنگ میں چوتھی منزل پر رہائش پذیر محمد یونس نے بھی معاشی بدحالی اور بیروزگاری سے تنگ آ کر خود کو مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگائی۔ محمد یونس موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ ہلاک ہونے والا محمد یونس ۹ بچوں کا باپ تھا' بچوں کی فرمائش' بیروزگاری کے باعث پوری نہ کر سکا اور خود کو جلا کر ہلاک کر لیا۔

درد و غم میں ڈوبے ہوئے چند اور واقعات بھی بیان کرنا ضروری ہیں۔ جامعہ کراچی کے سابق رجسٹرار طارق محمود نے یہ واقعہ سنایا کہ وہ سگریٹ کی تلاش میں نکلے تو ایک بچہ کلیہ فارمیسی کے سامنے ہچکیوں اور سسکیوں سے رو رہا تھا اور بے تابانہ اپنی ماں کو پکار رہا تھا۔ انہوں نے تسلی دیتے ہوئے ماجرا پوچھا تو معصوم بچے نے جو پوری طرح بول بھی نہیں سکتا تھا' تتلاتے ہوئے' ٹوٹے پھوٹے جملوں میں رات سے بھوکا ہوں' اماں صبح یہاں آئی تھی' ابھی تک روٹی نہیں ملی' بھوک لگ رہی ہے اور اماں مجھے یہاں چھوڑ کر کسی کے ساتھ کسی کی گاڑی میں بیٹھ کر کہیں چلی گئی ہے۔ یہ واقعہ ہر پتھر دل کو رلا دینے کے لئے کافی ہے۔ جب روشنیوں کے جگمگاتے ہوئے شہر کراچی میں ایک ماں نے اپنی عزت بیچ کر اپنے معصوم بیٹے سے محبت کا حق ادا کرنے کرنے کیلئے روٹی کے چند ٹکڑے جمع کرنے کسی اجنبی کے ساتھ چلی گئی ہے اور معصوم بچے کو سنبھالنے والا بھی نہیں ہے۔ جب یہ معصوم بچہ کل بڑا ہو گا تو اس کا ذہن اور ضمیر اس معاشرے کو جلا دینے کے لئے کیا کچھ نہ کرے گا؟

شہر میں بیروزگاری سے تنگ آئے ہوئے ایسے **نوجوان بھی گلیوں میں مل جاتے ہیں جو آٹے کی ایک تھیلی کے عوض اپنی عزت گنوا دینے پر آمادہ ہیں' جب وہ آنکھ میں** آنسو لئے ہوئے اپنی حاجت لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تو آسمان پر اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب کس حال میں ہو گا' اس کا اندازہ صرف وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں ایمان کی کوئی چنگاری باقی رہ گئی ہو۔ غربت کی شدت نے چھوٹے چھوٹے گھروں میں ساس بہو کے جھگڑوں میں بے پناہ شدت پیدا کر دی ہے۔ غربت دور کرنے کا آسان ترین نسخہ اب بہو کے ساتھ آنے والا مال اور جہیز ہے۔ جہیز نہ لانے والی لڑکیوں کو یا تو مار دیا جاتا ہے یا زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ پنجاب میں چولہا پھٹنے سے سالانہ ہزاروں بہوئیں مر رہی ہیں اب چولہا بھی متعصب ہو گیا ہے وہ صرف بہو کے گھر میں پھٹتا ہے مگر کبھی گھر میں رہنے والی نند اور ساس کو گزند نہیں پہنچاتا۔ اورنگی ٹاؤن میں ایک گھر کی بہو کو کم جہیز لانے پر جلا دیا گیا اس گھر کی ماں لوگوں سے پوچھتی ہے کہ بیٹھی ہوئی تین بیٹیوں کی شادیاں کیسے کروں۔ ان کو بھی جہیز میں نہیں دے سکتی ایسی شادی کا کیا فائدہ جس کے انجام سے باخبر ہوں کہ میری بیٹی کو کسی نہ کسی بہانے سے مار دیا جائے گا یا وہ خودکشی کر لے گی۔ کراچی کے ایک ہی خاندان میں گزشتہ سہ ماہی میں بارہ لڑکیوں کو صرف اس جرم میں جلا دیا گیا کہ وہ خالی ہاتھ رخصت ہوئیں جبکہ چالیس لڑکیوں نے کم جہیز لانے کی پاداش میں ظلم سے تنگ آ کر خودکشی کر لی اور تقریباً اتنی ہی لڑکیوں کو طلاقیں ہوئیں۔ کیا مائیں ڈاکہ ڈال کر جہیز لائیں یا لڑکیوں کو بے موت مار دیں۔

یہ کیسا ملک ہے یہ کیسی تہذیب ہے یہ کیسی معیشت ہے اور کیسی معاشرت ہے کہ انسان کو درندہ بنانے پر مجبور

کر دیا گیا ہے مجبوری کی انتہا یہ ہے کہ فرحت انہیں بناتی ہے لیکن اس کو کچا گھر نصیب نہیں، نسیم ایک اعلیٰ اسکول میں کلرک ہے لیکن اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتا، فاطمہ کھلونوں کی فیکٹری میں کام کرتی ہے مگر اس کے بچوں کو کھیلنے کے لئے کھلونے میسر نہیں' یاسر بچوں کے کپڑے سیتا ہے لیکن اپنے بچوں کا تن نہیں ڈھانپ سکتا۔ رضیہ دواساز ادارے میں کام کرتی ہے مگر خود اپنے علاج کے لئے دوا نہیں خرید سکتی۔ زاہد گورکن ہے مگر اس کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں کہ وہ اپنے باپ کے لئے کسی قریبی قبرستان میں کوئی قبر خرید سکے۔ زندگی تو دشوار تھی اب مرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ ڈیفنس سوسائٹی میں بھیک مانگنے والا ایک فقیر کہتا ہے کہ خودکشی کرنے کو دل چاہتا ہے مگر زہر خریدنے کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔ یہ واقعات افسانے اور کہانی نہیں زندہ حقیقتیں ہیں ملک کے طول و عرض میں' دریا دریا' ساحل ساحل' بستی بستی' گاؤں گاؤں' غربت کے نتیجے میں جنم لینے والی اذیت ناک اور دردناک کہانیاں عام ہیں مگر انہیں سننے والے کان' دیکھنے والی آنکھیں اور محسوس کرنے والے دل نایاب ہو چکے ہیں اور غریبوں کے سر پر دست شفقت رکھنے والا کوئی گروہ اس معاشرہ کو میسر نہیں ہے۔

خاتم المعصومین رسالت مآبؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ "اللہ اس امت کو پاکیزگی نہیں عطا کرتا جو اپنے اندر کے کمزور آدمی کے لئے اس کا حق نہیں نکالتی۔ ارشاد رسالت مآبؐ کی عظیم الشان تشریح ایک مختصر افریقی ضرب المثل سے موثر ترین طریقے پر بیان کی جاسکتی ہے جس کے مطابق "ہاتھیوں کے غول کی رفتار کا تعین سب سے تیز دوڑنے والا ہاتھی نہیں کرتا بلکہ سب سے سست قدم ہاتھی پورے غول کی رفتار کا تعین کرتا ہے"۔

رسالت مآبؐ کے اس مختصر ترین حکم میں "نظم معیشت کی بنیاد" بیان کر دی گئی ہے لہٰذا ہر وہ نظام معیشت' معاشرہ' نظم ریاست اور اجتماعی بندوبست جو معاشرے کے کچلے ہوئے اور پسے ہوئے طبقات کو اٹھانے' انہیں بلندی بلکہ سربلند رکھنے کے بجائے انہیں مزید کچلنے' دبانے اور مٹا دینے کی روش اختیار کرے قرآن کریم اور سنت رسول کریمؐ کی نظر میں ایک بد اصل' بد کردار' ظالم' متکبر اور شرانگیز معاشرہ کے ایسے نظام کو مٹا دینا اور اس کے کھنڈرات پر ایک منصفانہ نظام کی بنیاد رکھنا لازمی تمدنی تقاضا بن جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کے قصص اس موقف کے دینی پہلو کو سورج کی طرح روشن کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ ایک اسلامی معاشرے اور اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو محرومی کی حالت میں مبتلا نہ رہنے دے اور جو کوئی اس حالت میں ہو اسے سہارا دے کر نکالے۔ قرآن نے ﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ کہہ کر امراء کے مال میں سائل و محروم کے حق کی طرف توجہ دلائی ہے اسی لئے جب تک لوگوں میں حالت محرومی باقی رہے گی امراء کے اموال میں ان کا یہ لازمی حق باقی رہے گا یہ حق اگر امراء بخوشی ادا کر دیں تو سب سے بہتر ورنہ حکومت کا یہ فریضہ ہے کہ وہ یہ حق طاقت کے ذریعے چھین کر سائل تک منتقل کر دے۔

قرآن تزکیہ نفس کے لئے شب بیداری' تہجد' تلاوت قرآن' فکر آخرت' موت کی یاد' انصاف اور خدا ترسی کی نصیحت کرتا ہے۔ لیکن دوسری طرف نماز تہجد کو نفل قرار دیتا ہے اور مال خرچ کرنے کو فرض قرار دیتا ہے کیونکہ انسان سب سے زیادہ محبت مال سے رکھتا ہے جو اسے دنیا سے قریب تر کرتی ہے اور آخرت سے دور تر کر دیتی ہے اس لئے قرآن کا ارشاد ہے "اے لوگو تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔" بندوں سے غافل ہونا اللہ سے غافل ہونا ہے کیونکہ بندے "الخلق عیال اللہ" یعنی اللہ کا کنبہ ہیں۔ جو اللہ کے گھر والوں سے غافل ہو جائے تو اللہ اس سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ بندوں سے پوچھیں گے کہ فلاں دن میں بھوکا **تھا مگر تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا' میں پیاسا تھا مجھے پانی نہیں پلایا میں بیمار تھا میری عیادت نہ کی۔ بندہ کہے گا اے میرے آقا آپ ان چیزوں کے کب حاجت مند تھے تو ارشاد ہو گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا' فلاں بندہ پیاسا تھا' فلاں بندہ بھوکا تھا تو نے ان کی حاجت پوری نہیں کی۔**

قرآن کی نظر میں انسان کا مقصد وجود محض اس کے رب کی عبادات اور اس کی خوشنودی کا حصول ہے قرآن کہتا ہے کہ ہم نے انسان اور جنوں کو صرف رب کی یاد کے لئے پیدا کیا ہے۔ رب کی یاد کا بہترین طریقہ تزکیہ نفس ہے اور تزکیہ نفس کا بہترین طریقہ دنیا سے محبت کا خاتمہ ہے۔

یہ دنیا کی محبت ہے جو حکمرانوں' امیروں' جاگیرداروں' سرمایہ داروں' خوشحال لوگوں کو غرباء پر فراخ دلی سے خرچ کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ (مشکوٰۃ)

یہ رکاوٹ ہٹ جائے تو اس بستی میں کوئی باپ بھوک کے خوف سے خودکشی نہ کرے کوئی بیٹی کم جہیز لانے کی پاداش میں زندہ نہ جلائی جائے' کوئی بہو ساس کے طعنوں کے خوف سے خودکشی نہ کرے' کسی باپ کی آنکھ میں آنسو کے جگنو نہ ہوں اور کوئی ماں مستقبل کے اندیشوں سے راتوں کو رونے والی نہ رہے۔

اسلام تزکیہ نفس کے لئے انسان کا تعلق مال سے کمزور کرتا ہے اور قدم قدم پر تعلق کمزور کرنے کے لئے بدنی عبادات کے ساتھ ساتھ مالی عبادات پر بے پناہ زور دیتا ہے وہ بخل' شح نفس' عیاشی' فضول خرچی' کنز' کی شدید مذمت کرتا ہے لہٰذا پیدائش سے لے کر موت تک مومن کی زندگی خیر' فضل' انفاق' زکوٰۃ اور صدقے کی تقسیم میں بسر ہوتی ہے عقیقہ' مہر' میراث' نان نفقہ کی ذمہ داری' دیت' مہمل قسموں کا کفارہ مسکینوں کو کھانا کپڑا اور غلام کی آزادی' حج کے ارکان میں تقدیم و تاخیر کی صورت میں مختلف نوعیت کی مالی عبادات' قربانی' آپس کے معاملات میں فراخ دلی' بخل سے گریز' شح نفس سے پرہیز کا حکم' اجنبی' رشتہ داروں' ماں باپ' یتیم' مسکین مسافرین' غلاموں کنواروں بیوؤں امداد مانگنے والوں کی حاجت پوری کرنا' ضرورت مند لوگوں کو تلاش کر کے مدد کرنا' مہمان سرائے کا قیام ان تمام اعمال کے ذریعے قرآن نے عبادات کو مالیات سے منسلک کر کے انسان کے اندر مال کی محبت میں کمی پیدا کرنے کے اسباب مہیا کر دئے ہیں جس کے ذریعہ ایک ایسا فیاض معاشرہ وجود میں آتا ہے جو معاشرے کے کچلے ہوئے طبقات کی تعمیر و ترقی کے لئے قدم بقدم پر کار خیر کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ جس کی دولت کی تقسیم کے راستے تلاش کرتی ہے اور جس کا مال لوگوں تک بغیر طلب کے پہنچ جاتا ہے ایسے مہربان اور فیاض معاشروں پر قدرت بھی مہربان ہو جاتی ہے دنیا نے کسی معاشرے میں مالی عبادات کا ایسا زبردست نظام نظر نہیں آیا۔

آج ہم میں سے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ امت کو "دنیا پرستی" کی دلدل سے نکالنے کے لئے رسالت مآبؐ کی ان سنتوں کو زندہ کرے جن کا خصوصی تعلق معاش' معیشت' اقتصاد سے ہے۔ ان سنتوں کو زندہ کرنے کے نتیجے ہی میں معاشرے سے خودکشی اور غربت کا خاتمہ ہو گا۔ ارشاد رسالت مآبؐ ہے "جس نے میری ایک سنت کو' جو مر چکی ہو' پھر سے زندہ کیا اس کے لئے اس سنت پر تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر ہو گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔" چند سنتیں درج ذیل ہیں:

☆ رسول اللہ ﷺ کو مشکل حالات میں' معیار معیشت میں مساوات بہت پسند تھی۔ بخاری ایک روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اشعری قبیلہ کے لوگوں کا یہ معمول اور روطیرہ رہا ہے کہ جب انہیں غزوہ کی حالت میں سامان خورد و نوش کی قلت پیش آتی یا مدینہ میں یہ حالت امن میں قحط وغیرہ کی وجہ سے اہل و عیال کے لئے خوراک کی کمی محسوس ہوتی تو ان کے پاس بچا ہوا جتنا سامان خوراک ہوتا تو ایک جگہ جمع کر لیتے اور پھر ایک پیمانے سے اپنے درمیان برابر تقسیم کر لیتے پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ (بخاری)

☆ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اتفاقاً کسی قبر میں بیٹھ رہنا

رہ گیا۔ قبر پورے طور برابر نہیں کی گئی رسول اللہ ﷺ نے اس رخنے کو دیکھا تو ارشاد فرمایا۔ "اس رخنے کو بند کر دیا جائے" ایک صحابی جو پاس ہی کھڑے تھے عرض کیا یا رسول اللہ اس بے چارے مردے کو اس بندش سے کیا نفع پہنچے گا۔ ارشاد ہوا کہ بے شک نہ اس سے ضرر پہنچتا ہے نہ نفع مگر اس (گڑھے کو بند کرنے سے) سے زندہ لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اسی لئے قریب قریب دوسری روایت ہے کہ زندہ کی آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ جو رسولؐ قبر کے رخنے کو برداشت نہیں کرتا وہ زندگی میں اپنی امت کے اندر بڑے بڑے معاشی رخنوں کا کیسے برداشت کر سکتا ہے جب لوگ تنگ و تاریک کوٹھریوں میں جانوروں کی طرح رینگ کر داخل ہوتے ہیں' کوڑے دان سے رزق چن کر پیٹ بھرتے ہیں' حشرت الارض کی طرح زمین پر بستے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو یہ سب کیسے گوارہ ہو سکتا ہے۔ اس امت اور ریاست' معاشرے کا فرض ہے کہ وہ قبر کی طرح معاشیات کے تمام رخنے بھر دے۔

☆ فرمایا جب تک میں موجود ہوں اگر کوئی شخص تم میں سے مرتا ہے تو مجھے اس کی اطلاع ضرور دو کیونکہ اس کے لئے میری دعا رحمت کا سبب ہے (نسائی)، جو شخص مال چھوڑ کر مرے وہ مال اس کے وارثوں کا ہے اور جو شخص بے مال اولاد مرے وہ ہمارے ذمہ ہے۔ (بخاری)

☆ تم میں سے کون ایسا ہے جو وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ محبوب رکھتا ہو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں تو صرف اپنا ہی مال محبوب ہے ارشاد فرمایا اس کا مال تو وہ ہے جو اس نے خیرات کر کے آگے بھیج دیا اور جو پیچھے چھوڑ کر مرا وہ اس کے وارث کا مال ہے۔ (بخاری)

☆ فرمایا اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ اور مسکین کی حیثیت سے موت دے اور مسکین کی حیثیت سے میرا حشر فرما.... نیز فرماتے تھے کہ فقر میرا فخر ہے۔ نیز فرمایا کہ جنت میں غریب مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے۔

☆ فرمایا درہم کا پرستار ہلاک ہو' دینار کا پرستار ہلاک ہو' مخمل و شال کا غلام ہلاک ہو اور منہ کے بل گرے جب اسے کانٹے چبھے تو وہ بھی نہ نکالا جائے۔ (بخاری)

☆ فرمایا تم ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہو گے جب تک تم رحم نہ کرو۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم میں سے ہر شخص رحم کرتا ہے آپؐ نے فرمایا۔ "اس سے وہ رحم اور ہمدردی مراد نہیں ہے جو تم میں سے کوئی اپنے قریب کے آدمی کے ساتھ کرتا ہے یہاں اس رحمت عامہ کا ذکر ہے جو تمام انسانوں کے ساتھ ہوتی ہے۔" (طبرانی' فتح الباری)

☆ فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا واجب ہے اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ اگر کسی کے پاس صدقہ کے لئے کچھ نہ ہو تو کیا کرے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرے جو ملے' اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں پر بھی خرچ کرے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کیا کیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا "کسی ضرورت مند اور مصیبت زدہ کی (مال کے سوا کسی اور طریقے سے) مدد کرے"۔ عرض کیا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو سکے تو کیا کیا جائے ارشاد فرمایا "بھلائی یا معروف کا حکم دے۔" عرض کیا گیا اگر کوئی شخص یہ بھی نہ کر سکے تو اس کے لئے کیا ہدایت ہے فرمایا "وہ برائی سے رک جائے یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے"۔ (بخاری)

☆ فرمایا جب ہر روز سورج طلوع ہوتا ہے تو آدمی کے جوڑ جوڑ پر صدقہ واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن صدقہ مال ہی کا نہیں ہوتا بلکہ اس کی اور بھی صورتیں ہیں۔ اس کی وضاحت آپؐ نے اس طرح فرمائی۔ "کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان انصاف کر دے یہ صدقہ ہے' کسی جانور پر سوار ہونے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے' سواری پر کسی کا سامان رکھ دے' یہ بھی صدقہ ہے زبان سے اچھی بات کرے یہ بھی صدقہ ہے۔ اسی طرح نماز کے لئے جو بھی قدم اٹھائے وہ بھی صدقہ ہے۔ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو دور کر دے یہ بھی صدقہ ہے"۔ (بخاری)

☆ فرمایا ڈھونڈا کرو مجھے ضعیفوں اور کمزوروں یعنی غریبوں میں۔ (ابو داؤد)

☆ فرمایا میرا اس دنیا سے کیا تعلق میرا حال اور دنیا کا حال تو ایسا ہے جیسے ایک سوار (ستانے کے لئے) چھاؤں میں کھڑا ہو' کسی درخت کے نیچے اور پھر درخت اور اس کی چھاؤں چھوڑ کر (منزل کی طرف) چل دے۔

☆ فرمایا کاش میری امت (مرد ہو یا عورت) سونے کا زیور نہ پہنتی۔ (مسند احمد)

☆ فرمایا جو بندہ تھوڑے رزق پر راضی ہو گیا اللہ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو گیا۔

☆ فرمایا جو بے نیازی اختیار کرے گا خدا اسے بے نیاز رکھے گا اور جو دوسروں سے لینے میں احتیاط برتے گا خدا بھی اس کی آبرو کی حفاظت کرے گا۔ یہ تمام احادیث اور رسول اکرمؐ کا اسوہ حسنہ دیکھنے کے بعد ایک اور حدیث پیش خدمت ہے۔

☆ رسالت مآبؐ ایک مرتبہ ایک راستے سے گزرے تو ایک بلند عمارت نظر آئی' فرمایا کس کا مکان ہے' صحابہ نے ایک صحابی کا نام لیا' آپؐ خاموش ہو گئے۔ جب وہ صحابی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو منہ پھیر لیا۔ انہوں نے دوستوں سے ناراضگی کا سبب دریافت کیا تو واقعہ سنایا گیا' وہ گئے اور مکان منہدم کر دیا' لوگوں نے آپؐ کو واقعہ سنایا تو فرمایا "ہر وہ مکان جو ضرورت سے زائد ہو صاحب خانہ پر وبال ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کی گئی کہ جب گھروں میں پھل لاؤ تو ہمسائے کو بھی بھیجو اگر نہ بھیج سکو تو اس کے چھلکے باہر نہ پھینکو اس سے ہمسائے کے بچوں کو اذیت ہو گی۔ معمولی پھل کے چھلکوں سے بچوں کو پہنچنے والی اذیت رسول اللہ کو گوارا نہ تھی تو یہ بات کیسے گوارا ہوتی کہ مدینۃ النبی میں جب عام لوگوں کے پاس ضروریات کے مطابق مکان نہیں ہیں تو چند لوگ ایسے مکانات کیوں تعمیر کریں' جب انہیں اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اس اصول کے تحت اسلامی معاشروں میں نگاہ ڈالی جائے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس معاشرے اور ملک میں لوگ تین دن تک فاقے سے رہ کر خودکشی پر مجبور ہوں اور جس ملک و شہر میں لوگوں کو رہنے کے لئے چند گز کا گھر بھی دستیاب نہ ہو وہاں عالیشان محلات کا وجود مومن کا وجود کیسے گوارا کر سکتا ہے۔ پھلوں کے چھلکوں سے دل آزاری کو روکنے والی امت عالی شان محلات کی صورت میں غرباء اور مساکین کی مستقل دل آزاری کیسے برداشت کر سکتی ہے۔ کیا حضور اکرم ﷺ کی امت میں اب کوئی ایسا فرد نہیں ہے جو رسولؐ کی ان سنتوں کو زندہ کر دے اور انہیں پھر سے جاری و ساری کر دے۔

عالمی مالیاتی نظام کے ذریعے پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں جکڑ لینے کی یہودی سازشوں کی ہوش ربا داستان

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

کا مقبول عام قسط وار سلسلہ

قرضوں کی جنگ

اب کتابی شکل میں شائع ہو گیا ہے

The Money Masters

نامی ویڈیو فلم سے ماخوذ انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ

ترجمہ: کرنل (ر) ڈاکٹر محمد ایوب خان

ترتیب و تسوید: سردار اعوان

صفحات: 56 قیمت: -/18 روپے

عمدہ سفید کاغذ' کمپیوٹر کمپوزنگ' اعلیٰ طباعت

آج ہی آرڈر دے کر اپنی کاپی محفوظ کرائیں

ملنے کا پتہ:

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501

عوام کی اصل ضرورت مادی ترقی نہیں ایمان کی بازیافت ہے

تحریر : محمد سمیع کراچی

توکل کے بارے میں قرآن کریم میں متعدد مواقع پر تذکرہ آیا ہے۔ کہیں فرمایا گیا کہ مومنوں کا توکل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے اور کہیں یہ ارشاد ہے کہ توکل کرنے والے اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں۔ توکل سے اسباب کی ہرگز نفی نہیں ہوتی۔ اس حوالے سے اس حدیث مبارکہ کا تذکرہ اکثر سنا جاتا ہے کہ جس میں فرمایا گیا کہ اللہ پر توکل سے قبل اپنے اونٹ کو ضرور باندھ لیا کرو۔

ایک مرتبہ ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے آئے۔ جس اونٹ پر سوار ہو کر آئے تھے اسے باندھا نہیں بلکہ باہر ہی کھلا چھوڑ آئے۔ جب حضور ﷺ نے ان صحابیؓ سے اونٹ کو کھلا چھوڑنے کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے کہا کہ میں نے اونٹ کے بارے میں اللہ پر توکل کیا ہے۔ اس کے جواب میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ پہلے اونٹ کو باندھو پھر اللہ پر توکل کرو۔ اس حدیث کی روشنی میں مومن کے لئے لازم ہے کہ اسباب کا بندوبست ضرور کرے لیکن اس کا توکل اسباب پر نہیں بلکہ مسبب الاسباب یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ آپ نے کسی لمبے سفر پر بذریعہ کار جانا ہے۔ کار میں کوئی خرابی نہیں' ڈرائیور بھی آپ کا چاق وچوبند اور اپنے کام میں ماہر ہے۔ سڑک بھی بہت اعلیٰ درجہ کی ہے اور آپ کو پورا یقین ہے کہ ان اسباب کی موجودگی میں آپ کا بخیر وعافیت اپنی منزل تک پہنچنا ناممکن نہیں۔ لیکن یہ بات یقینی نہیں۔ ممکن ہے کہ راستے میں کوئی حادثہ پیش آجائے' ڈرائیور کو صبح اٹھنے میں تاخیر ہو جائے اور اس طرح کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں جن کی بنا پر آپ اپنی منزل کو نہ پہنچ سکیں۔ آپ کا منزل تک پہنچنا مشیت ایزدی سے مشروط ہے نہ کہ اسباب و وسائل سے۔ لہٰذا مومن کا بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے اسباب و وسائل پر نہیں۔ مادہ پرستی کے اس دور میں سارا توکل اسباب و وسائل پر ہو گیا ہے اور مسبب الاسباب نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ ہمارے نزدیک انسانی کردار کو جانچنے کا پیمانہ اس کی معاشی پوزیشن پر منحصر ہو کر رہ گیا ہے۔ ہم ہر انسانی رویئے کو اس کی معاشی پوزیشن کی بنیاد پر جانچتے ہیں۔ لہٰذا اگر کسی کا تعلق اپنے رب سے کمزور نظر آتا ہے تو ہم یہ کہہ کر اپنے آپ کو مطمئن کر لیتے ہیں کہ وہ بے چارہ کرے کیا۔ غم روزگار سے اسے فرصت ملے تو وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔ بقول شاعر ؎

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے

اس کے برعکس کوئی اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوا نظر آتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ بھئی اسے روزگار کا کوئی غم نہیں۔ فرصت ہی فرصت ہے یا کم از کم دوسروں کے مقابلے میں اسے زیادہ سہولتیں میسر ہیں تو پھر کیوں نہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔ گویا کہ اگر کسی کی زندگی میں کوئی انقلاب دینی حوالے سے برپا ہو تو اسے اس کے باطن میں انقلاب پر محمول نہیں کرتے۔ حالانکہ انقلاب کا لفظ بتاتا ہے قلب سے ہے اور قلب کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں سکون اسی وقت میسر ہو سکتا ہے جب کہ انسان کی قلبی کیفیت میں اللہ کی طرف رجوع کا عنصر غالب آجائے۔ فارغ البالی یا رزق کی تنگی تو دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی آزمائش کے ذرائع ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس لمبی چوڑی تمہید کا کیا جواز ہے تو بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے محترم کالم نگار جناب عباس مہدی نے روزنامہ "جنگ" کراچی کی ۱۸/جون کی اشاعت میں ایک کالم لکھا ہے جس کا عنوان ہے "عوام کو فائدہ کب ملے گا"۔ اس کالم میں انہوں نے اپنے ایک پولیس افسر دوست کی ماہیت قلبی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی ہے کہ گو موصوف کی "تنخواہ سے پوری نہیں ہوتی (مراد غالباً ضرورت ہے) لیکن دوسرے چھوٹے موٹے کاروبار ایسے ہیں جن سے اتنی جائز آمدنی ہو جاتی ہے کہ عزت سے دال روٹی کا گزارہ ہو جاتا ہے"۔ آگے فاضل کالم نگار فرماتے ہیں کہ یوں دیکھا جائے تو اس عظیم تبدیلی کے پس پردہ بھی معاشی عوامل کار فرما ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اگر ان کے دوست کو معاشی آسودگی حاصل نہیں ہوتی تو شاید یہ تبدیلی بھی وقوع پذیر نہیں ہوتی۔ ان کی یہی وہ بات ہے جس سے اتفاق کرنا دشوار ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے عدم التفات یا اس کی طرف رجوع کی بنیاد ایمان ہے۔ ایمان میں جتنی گہرائی اور گیرائی ہوگی اتنا ہی مومن اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے جڑا رہے گا اور ایمان میں جس قدر ضعف ہوگا' اسی قدر اللہ اور اس کے دین سے دور ہوتا چلا جائے گا۔ ایمان کا ثمر توکل ہے اور توکل علی اللہ وہ شے ہے جو انسان کو پریشانی میں مبتلا نہیں کرتی خواہ اس کی معاشی پوزیشن مستحکم ہو یا دگرگوں۔ اور کیوں نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خود یقین دہانی کروائی ہے :

"اس کو وہاں سے روزی عطا کرتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا اور جو کوئی اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے"۔ (سورۃ الطلاق)

یہی وجہ ہے کہ نہ حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی دولت ان کے اللہ سے تعلق میں آڑے آئی اور نہ حضرت علی اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما کی مفلسی نے انہیں اللہ تعالیٰ سے دور کیا۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی بنیاد تو ایمان ہے اور ایمان کا منبع و سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔ خود قرآن حکیم اس بات پر شاہد ہے۔ لہٰذا فرمایا کہ : "جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کی دنیا میں زندگی تنگ ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے" "وہ کہے گا پروردگار! دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جس طرح ہماری آیات کو' جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں' تو نے بھلا دیا تھا اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے۔"

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ آج ہمارے حکمرانوں نے قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی بجائے سارا زور دنیا کی مادی ترقی پر دیا ہوا ہے اور اس مقصد کے لئے انہوں نے پوری قوت کے ساتھ میڈیا کو متحرک کیا ہوا ہے۔ ہمیں اپنی تصویر اس حدیث نبویؐ کی روشنی میں نظر آتی ہے۔ "اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ بعض اقوام کو عروج بخشے گا اور بعض دوسروں کو ذلیل و خوار کرے گا"۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی آیات کو بھلانے کے بجائے ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآن —— کلامِ حق

محمد احسان

بلندیوں کے راستے عظمتوں کے ضابطے
قرآں سے جو نباہ کرے یہ سارے اُس کے واسطے
قرآں جو کتاب ہے سچ ہے کہ لاجواب ہے
احساں اس کلام کا ان گنت بے حساب ہے
آؤ قرآنِ پاک سے ہم خود کو فیض یاب کریں
ان معبودانِ باطل کو آج بے حجاب کریں

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرحد وسطی کے زیر اہتمام شب بسری پروگرام

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرحد وسطی کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگرام مسجد ٹھیکداران اضاخیل پایان میں مورخہ ۲۴/جون ۲۰۰۰ء کو شب بسری کی صورت میں منعقد ہوا۔ میزبانی کے فرائض اضاخیل پایان کے منفرد رفیق اصغر علی کے ذمہ تھے۔ پروگرام کا آغاز نماز عصر کے بعد درس قرآن سے ہوا۔ ذیلی حلقہ سرحد وسطی کے ناظم اجتماعات جناب نصراللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۷۷ کا حوالہ دیتے ہوئے نیکی کی حقیقت پر مفصل درس دیا۔ بعد نماز مغرب قاضی فضل حکیم نے بورڈ کے ذریعے حب رسول اور اس کے تقاضے نامی موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ کے ساتھ محبت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ جس طرح محمد ﷺ نے ایک اسلامی انقلاب برپا کیا اور جزیرہ نما عرب پر اسلام کا عادلانہ نظام قائم کر کے دکھایا۔ اسی طرح ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس دین کو قائم کرنے کے لئے اپنا سب کچھ کھپا دیں۔ نماز عشاء کے بعد ڈاکٹر حافظ محمد مقصود صاحب نے فرائض دینی کا جامع تصور کے موضوع پر شائستہ الفاظ میں تقریر کی۔ آخر میں سوال وجواب کی نشست ہوئی جس میں تمام حاضرین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کے بعد کھانے اور سونے کے لئے وقفہ کیا گیا۔

نماز فجر کے بعد تمام نقباء بونیر میں ہونے والے مشاورتی اجلاس کے لئے روانہ ہوئے جبکہ مولانا حضرت گل استاد نے تذکیر بالقرآن کے ضمن میں سورۃ الانفطار کا تفصیلی درس دیا۔ آخر میں اس دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام کو پہنچا کہ جو حق ہم پر ظاہر ہوا ہے اللہ ہم کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین (رپورٹ : فضل رحیم)

دعائے مغفرت

گوجرانوالہ کے رفیق حافظ محمد مشتاق ربانی کے والد ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہو گئے ہیں۔ رفقاء واحباب سے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک وحاسبہ حسابًا یسیرا

میٹرک سے فارغ طالبات کیلئے منعقدہ دینی و تربیتی کورس کی تقریب تقسیم اسناد

قرآن کالج فار گرلز میں ۱۲ جون صبح ساڑھے نو بجے میٹرک سے فارغ طالبات کے لئے دینی تربیتی کورس کی تقریب تقسیم اسناد منعقد ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترمہ سعیدہ اختر صاحبہ پرنسپل قرآن کالج فار گرلز نے ادا کئے۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کورس میں شریک طالبہ خولہ عارف نے تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ تلاوت کے بعد محترمہ سعیدہ اختر صاحبہ نے ابتدائی کلمات میں بتایا کہ اس کورس میں ۹ طالبات نے شرکت کی۔ نتیجہ بھی کافی حوصلہ افزا رہا۔ انہوں نے ناظمہ صاحبہ محترمہ بیگم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبہ اور نائب ناظمہ امت المعطی صاحبہ کو سٹیج پر آنے کی دعوت دی۔

بعد ازاں امت المعطی صاحبہ نے قرآن کی عظمت کو آیت مبارک ﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ﴾ کی روشنی میں اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا لیکن ہم پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہم قرآن پڑھتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔ دل میں وہی حسد، بغض، غیبت اور بدگمانیاں ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کو لفظاً لفظاً ترجمہ سے پڑھا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ دل میں عمل کرنے کا جذبہ اور نیت ہو۔ ہم لوگ جسم کو تو یاد رکھتے ہیں مگر روح سے غافل ہیں۔ جسم کی غذا دنیا سے مل رہی ہے جبکہ روح کی غذا قرآن سے حاصل ہوتی ہے۔ اس قرآن کو چھوڑنے سے ہر جگہ مسلمان ذلیل و خوار ہو رہے ہیں لہٰذا قرآن کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا بہت ضروری ہے۔

اس کے بعد کورس سے فارغ طالبات نے اپنے اپنے تاثرات بیان پیش کئے جن میں انہوں نے اس کورس کے ذریعہ کافی کچھ سیکھنے پر اطمینان، اس پر عمل کرنے اور مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔

محترمہ سعیدہ اختر صاحبہ نے طالبات کے لئے پیغام میں کہا کہ جو نوٹس لکھوائے گئے ہیں ان کو بھولنا نہیں ہے بلکہ وقتاً فوقتاً ان کو پڑھتی رہیں تاکہ یاددہانی ہوتی رہے اور آپ کے آس پاس کوئی دینی کورس ہو رہا ہو تو اس میں ضرور شرکت کریں۔ حدیث مبارکہ ہے کہ سب سے بہتر صدقہ یہ ہے کہ انسان علم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے —— یہ ضروری نہیں کہ جب مکمل عالم بن جائیں تو اس وقت ہی دوسروں کو سکھائیں بلکہ اگر آپ ناظرہ قرآن صحیح پڑھ سکتی ہیں تو دوسری بہنوں کو ناظرہ قرآن ہی پڑھا دیں۔

محترمہ فوزیہ متین صاحبہ جنہوں نے اس کورس منتخب نصاب کے لیکچر دیئے تھے، نے کہا کہ مجھے پڑھانے کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ یہاں کا ماحول بہت اچھا لگا اور بچیوں کا جوش و جذبہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یہاں میں نے صرف پڑھایا ہی نہیں ہے بلکہ خود بھی بہت کچھ سیکھا ہے۔ ہمیں ساری عمر اپنے آپ کو طالب علم سمجھنا چاہئے۔ ہمیشہ سیکھنے کے لئے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی سکھانا چاہئے۔

محترمہ ناظمہ تنظیم اسلامی حلقۂ خواتین نے ﴿ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴾ کی روشنی میں فرمایا کہ انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کے لئے اس نے محنت کی۔ دنیا کے لئے محنت کا اجر دنیا میں مل جائے گا لیکن آخرت میں اس کا کوئی اجر نہیں۔ لہٰذا آخرت کے لئے محنت و کوشش کرنی چاہئے۔

انہوں نے طالبات کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہاں جو تعلیم آپ نے حاصل کی ہے وہ ابتدائی نوعیت کی ہے اس کو مزید بڑھانے کی کوشش کریں۔ دینی تعلیم حاصل کرنے میں شرم اور عار محسوس نہیں کرنی چاہئے —— دعا کے بعد بچیوں میں اسناد اور انعامات تقسیم کئے گئے —— (رپورٹ : راضیہ عاکف)

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام

ماہانہ دعوت فورم

میں جمعہ 21 جولائی 2000ء بعد نماز مغرب

دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی

866۔ این پونچھ روڈ نزد سبز کوٹھیاں سمن آباد میں

اسلام مذہب نہیں دین ہے

کے موضوع پر درج ذیل مقررین اظہارِ خیال فرمائیں گے :

☆ حافظ عاکف سعید ☆ مولانا مبشر احمد ربانی

☆ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک ☆ پروفیسر متین علوی

شرکاء کیلئے بھی موضوع پر اظہارِ خیال کا موقع ہوگا

شرکت کی دعوت عام ہے

نوٹ : اختتام پر عشائیہ کا اہتمام ہوگا

حلقہ پنجاب غربی کے تحت چنیوٹ میں ہفت روزہ پروگرام

مورخہ ۲۲ جون کو امیر حلقہ رشید عمر کی قیادت میں ۱۳ رفقاء کی جماعت دس بجے چنیوٹ پہنچی۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد سات دونوں کے پروگراموں کو ترتیب دینے کے لئے مشورہ ہوا۔ چنانچہ طے ہوا کہ ہر روز نماز فجر کے درس کے بعد رفقاء انفرادی طور پر تلاوت قرآن، حفظ قرآن اور دعاؤں کے یاد کرنے میں بمعہ درس کے ایک گھنٹے کا وقت لگائیں گے۔ پھر ناشتہ کے بعد ساڑھے دس بجے تک اجتماعی تربیتی پروگرام ہوا کرے گا۔ جس کا نصاب درج ذیل ہو گا۔

(۱) تجوید ...... درس حافظ ارشد علی صاحب
(۲) دعوتی مضامین پر مذاکرہ
(۳) نماز کی اصلاح

جن رفقاء کے ذمے خصوصی ذمہ داریاں یا ملاقاتیں کرنا ہوئیں۔ وہ ان کاموں پر چلے جاتے۔ بقیہ رفقاء مسجد میں اس تربیتی نشست میں شریک رہتے۔ ملک احسان الہی صاحب اور پروفیسر خان محمد صاحب ان تربیت گاہوں کے معلمین تھے۔ چنیوٹ کے نوجوان نعمان اشفاق خصوصی طور پر ان تربیتی پروگراموں میں شریک رہے۔

۲۳ جون کا آغاز نماز فجر کے بعد پروفیسر خان محمد صاحب کے درس سے ہوا۔ دعوتی مقاصد کے لئے تین ٹیموں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جنہیں نماز عصر سے آدھ گھنٹہ قبل اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں سے انفرادی ملاقاتیں کر کے اور مساجد میں لوگوں کو انقلابی فکر سے آگاہ کرنا تھا۔ چنانچہ دو مساجد میں عصر اور مغرب کی نمازوں کے بعد رشید عمر صاحب نے بیان کیا۔ حاضرین کی تعداد ۴۰ تھی اس کے علاوہ ۱۱۵ افراد سے انفرادی ملاقات کر کے اقامت دین کی اہمیت ان کے سامنے رکھ کر تنظیم اسلامی کے دست و بازو بننے کی دعوت دی۔ راقم نے ایک مسجد میں ۱۸ افراد کے سامنے فرائض دینی کے جامع تصور پر ایک گھنٹے بات کی۔ حکیم سعید صاحب نے مسجد لوہاراں میں ۱۱۰ افراد کے سامنے خوبصورت انداز میں فرائض دینی کی اہمیت واضح کی۔ جبکہ ان کی ٹیم نے ۲۰ افراد سے انفرادی ملاقات کر کے اقامت دین کی جدوجہد اور اس کی اہمیت سے آگاہ کیا۔

۲۴ جون کو رشید عمر صاحب کی قیادت میں تین رکنی وفد نے مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب سے ملاقات کی۔ اور اس کے بعد مینجر اوقاف سے ملاقات کر کے شاہی مسجد میں خطاب کی اجازت حاصل کی گئی۔ راقم نے عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد بالترتیب مسجد معظم شاہ مسجد، لاہوری گیٹ اور مسجد حیدر میں خطاب کیا۔ ایک مسجد میں رشید عمر صاحب نے ۱۲ افراد کے سامنے دینی ذمہ داریوں پر بات کی۔ بعد نماز عصر مسجد چنیوٹی میں پروفیسر خان محمد صاحب نے خطاب کیا۔ مسجد ٹبہ لوہاراں میں نعمان صاحب نے ۸ افراد کے سامنے درس قرآن دیا۔ مسجد کے متولی سلطان احمد اور نوجوان بہادر شاہ ظفر نے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔ گشت کی صورت میں ۲۰ افراد سے ملاقات کی گئی۔ نماز مغرب کے بعد ٹاہلی والی مسجد میں نعمان صاحب نے درس قرآن دیا۔

۲۵ جون کو راقم کی ٹیم نے دو مساجد میں خطاب کیا۔ جبکہ مسجد حمزہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں رشید عمر صاحب خطاب کیا۔ حاضرین کی تعداد ۱۰ تھی۔ مسجد ٹبہ لوہاراں میں نماز عصر کے بعد ملک احسان الہی صاحب نے خطاب کیا۔ صادق مجاہد صاحب صدر انجمن تاجران نے بھرپور تائید کی۔ اور علماء کے اتحاد کا مطالبہ کیا۔ حاضرین کی تعداد ۳۰ تھی۔ حکیم سعید صاحب نے ایک مسجد میں خطاب کیا۔ جبکہ بعد نماز عصر عبدالرؤف صاحب نے مسجد اہل حدیث میں سورۃ الصف کا درس دیا۔ ۲۵ جون کی نماز ظہر کے بعد پروفیسر خان محمد صاحب نے چنیوٹ کی تاریخی شاہی مسجد جو شاہ جہاں کے دور میں ۱۶۵۵ء میں مکمل ہوئی میں دینی ذمہ داریوں کے حوالے سے خطاب کیا۔ حاضرین کی تعداد ۴۰ تھی۔

۲۶ جون نماز فجر کے بعد ملک احسان الہی صاحب نے درس حدیث دیا۔ شاہی مسجد میں سورۃ نور کی آیت ۵۵ کی روشنی میں خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریوں کے حوالے سے رشید عمر صاحب نے خطاب کیا۔ نماز عصر کے بعد مسجد حیدر مغرب کے بعد مسجد سرداراں میں راقم کا بیان ہوا۔ ۴ افراد سے انفرادی ملاقات ہوئی۔ نماز عشاء کے بعد رشید عمر صاحب نے مسجد ٹبہ لوہاراں میں سورۃ العصر کا درس دیا۔

۲۷ جون نماز فجر کے بعد راقم نے سورۃ مومنون کی ابتدائی آیات کا درس دیا۔ آج نماز ظہر سے پہلے پروفیسر خان محمد صاحب اور عبدالشکور صاحب نے سول ہسپتال کے ڈاکٹر حضرات سے ملاقاتیں کیں۔ جبکہ رشید عمر صاحب اور حکیم محمد سعید صاحب نے سرگودھا روڈ پر چیدہ چیدہ افراد سے ملاقاتیں کیں۔ جن میں مدرسہ انوار القرآن کے مہتمم قاری حمیداللہ حامد بی پی ہسپتال کے ڈاکٹر ناصر اور سٹیٹ لائف کے سیکٹر ہیڈ چوہدری افضل نمایاں افراد تھے۔ اس کے علاوہ زاہد حسین شاہ سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ نماز عصر کے بعد راقم نے جنوں والی مسجد میں خطاب کیا۔ اور نماز مغرب کے بعد مسجد مفتیاں میں خطاب ہوا۔ حکیم سعید صاحب کی ٹیم نے عصر مغرب اور عشاء کے بعد تین مساجد میں لوگوں سے خطاب کیا۔ نماز عصر کے بعد پروفیسر خان محمد صاحب نے ٹبہ لوہاراں کی مسجد میں تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت سے لوگوں کو متعارف کروایا۔

۲۸ جون ملک احسان الہی صاحب نے نماز فجر کے بعد درس حدیث دیا۔ ظہر سے قبل حکیم سعید صاحب کی ٹیم نے ۱۰ انفرادی ملاقاتیں کیں۔ جبکہ رشید عمر صاحب کی جماعت نے صبح کے وقت چھ افراد سے انفرادی ملاقات کی۔ اور ویڈیو سنٹر کا کاروبار بند کرنے کی تلقین کی۔ جبکہ مغرب سے پہلے پروفیسر سلیم اختر صاحب سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ اور نماز عصر کے بعد تمام رفقاء جماعتوں کی شکل میں لوگوں کو درس میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے نکل گئے۔ آج سورۃ الصف کی درس کی بعد نماز مغرب رشید عمر صاحب نے دیا نماز عشاء کے بعد خان صاحب نے اہل حدیث مسجد میں نبی اکرمؐ سے تعلق کی بنیادیں کے موضوع پر خطاب کیا۔ دہلی والی مسجد میں نماز ظہر کے بعد لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ راقم اور حبیب الرحمن صاحب نے صبح کے وقت ۱۱۶ افراد سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ نماز مغرب کے بعد غلہ منڈی مسجد میں راقم نے دینی فرائض کے جامع تصور پر گفتگو کی۔ ایک خصوصی ملاقات حکیم محمد فاروق صاحب سے ہوئی۔ جو افغانستان کا دورہ کر کے آئے تھے۔ دوران گشت راقم اور حبیب الرحمن صاحب نے سپاہ صحابہ کے نوجوان خالد، لشکر طیبہ کے نوجوان محمد اسحاق صاحب اور تبلیغی جماعت کے دو افراد سے تفصیلی ملاقات کی۔ اس طرح راقم نے خبریں کے نمائندے ملک سردار صاحب سے بھی ملاقات کی۔

۲۹ جون نماز فجر کے بعد درس حدیث ملک احسان الہی صاحب نے دیا۔ ناشتہ کے بعد حافظ ارشد صاحب نے تجوید کی کلاس لی۔ بعد میں سات روزہ پروگرام کی کارکردگی میں کمی کوتاہی کے جائزہ کے ساتھ یہ ہفت روزہ دعوتی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب : فاروق نذیر)

اسرہ بی بیوڑ کی دعوتی سرگرمیاں

دفتر تنظیم اسلامی اسرہ بی بیوڑ میں ۲۶ جون کو ایک تربیتی اور مشاورتی اجتماع میں ہفتہ وار درس قرآن کے بعد ایک مشاورت ہوئی۔ جس میں رفقاء نے دعوتی پروگرام کے لئے اپنے دفتر میں ۲۹ جون کی تاریخ منتخب کی۔ جس کے لئے دو دن سے علاقے کے تعلیم یافتہ حضرات جن کا تعلق مختلف جماعتوں سے تھا۔ تقریباً ۴۰ عدد دعوت نامے ارسال کئے۔ جس میں ۲۵ حضرات اس دعوتی اور افتتاحی پروگرام دفتر میں شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز عصر بروز جمعرات ۳۰ : ۶ سے شروع ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری حمیداللہ رفیق تنظیم نے انجام دی۔ پروگرام کا آغاز حافظ نیک محمد نے تلاوت قرآن مجید سے کیا۔ اس کے بعد افتتاحی کلمات راقم نے پیش کئے اور تنظیم اسلامی کا تعارف بھی پیش کیا کہ تنظیم اسلامی مروجہ مفہوم کے اعتبار سے نہ کوئی سیاسی جماعت ہے نہ مذہبی بلکہ ایک اسلامی انقلابی جماعت ہے جو اولاً پاکستان میں اور بالآخر ساری دنیا میں اسلام کو غالب یا نظام خلافت قائم کرنا چاہتی ہے۔ اس کے بعد جناب ممتاز بخت صاحب نے دینی فرائض کا جامع تصور کے موضوع پر تفصیلاً بیان کیا جو کہ تقریباً آدھ گھنٹہ تک جاری رہا۔

اس کے بعد احباب کو دفتر کے بارے میں بتایا کہ یہ دفتر اور اس میں موجود لائبریری نماز عصر سے شام گئے تک استفادہ کے لئے کھلے رہیں گے۔ ندائے خلافت، میثاق اور حکمت قرآن کے بارے میں شرکاء کو بتایا کہ اس کے خریدار بنیں اور ان سے استفادہ کریں۔ یہ پروگرام تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ پروگرام کے اختتام پر احباب حضرات کے لئے شربت کا بندوبست بھی تھا۔ احباب نے پروگرام کو بہت پسند کیا اور انہوں نے کہا کہ اس طرح پروگراموں کو جاری رکھا جائے (رپورٹ : عالم زیب)

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.27

WEE

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرحد وسطی کا ایک روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد وسطی کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگرام ایک روزہ کی صورت میں مسجد ٹھیکید ران اور جامع مسجد ہری چند میں مورخہ ۱۰ جون ۲۰۰۰ء کو بعد نماز عصر تا اگلے دن ۱۱ بجے تک منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز قاضی فضل حکیم نے جامع مسجد میں بعد نماز عصر "عبادت رب" کے موضوع سے کیا۔ بورڈ کی مدد سے انہوں نے عبادت رب کے مفہوم اور اس کے جملہ تقاضوں سے شرکاء کو روشناس کرایا۔ مسجد ٹھیکد ران میں ساوید احمد خان نے "راہ نجات" کے موضوع پر درس دیا۔ نماز مغرب کے بعد محمد عامر نے دعوت الی اللہ کے موضوع پر دلکش انداز میں یہ واضح کر دیا کہ دین ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے کہ آج دین مغلوب ہے اس کو دوبارہ غالب کرنے کے لئے ایک تحریک برپا کی جائے جو اس طاغوتی نظام کی جڑ پر تیشہ بن کر پڑے۔ لہٰذا آپ شعوری طور پر تنظیم اسلامی شامل ہو کر اپنا تن من دھن قربان کرلیں۔ نماز عشاء کے بعد قاضی فضل حکیم نے اقامت دین کے موضوع پر مسجد ٹھیکد ران میں نہایت تفصیلی درس دیا۔ درس کے بعد سوال جواب کی نشست ہوئی شرکاء نے نہایت دلچسپی سے سوالات کئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ نشست ختم ہوئی اور صبح کے پروگرام کے لئے شرکاء کو دعوت دی گئی۔

نماز فجر کے بعد نصر اللہ صاحب نے سورۃ جمعہ کی تلاوت' ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی۔ اس پروگرام میں رفقاء کے علاوہ ارد گرد سے آئے ہوئے نمازیوں نے بھی شرکت کی۔ ناشتہ کے وقفہ بعد شیر قادر نے سیرت صحابہ کے ضمن میں جناب خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی اور کہا کہ ہمیں چاہئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنا آئیڈیل بنا کر اپنا سب کچھ کھپا دیں۔ اس کے بعد ساوید احمد خان نے حدیث کی روشنی میں فتنہ دجال کی نشاندہی پر مفصل درس دیا۔ مطالعہ کتب کے سلسلہ میں امت مسلمہ کیلئے سہ نکاتی لائحہ عمل پر قاضی فضل حکیم نے ایک گھنٹہ پر محیط بیان کیا۔ آخر میں شرکاء کے سوالات کے جوابات دئے گئے اور یوں مسنون دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ : فضل کریم)

نامے میرے نام

جناب مرزا ایوب بیگ صاحب' السلام علیکم!

ندائے خلافت (شمارہ ۲۶' ۶ تا ۱۲ جولائی ۲۰۰۰ء) میں آپ کا تجزیہ پڑھا۔ آپ نے محترم اصغر خاں صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا میں اس سے پورا اتفاق کرتا ہوں۔ مگر آپ نے ان کو بہت سستا چھوڑ دیا ہے۔ آپ بھول گئے ہیں یا شاید جان بوجھ کر رعایت برتی ہے۔ جناب اصغر خاں صاحب کے نام کے ساتھ ایک ایسا اعزاز بھی شامل ہے جو پاکستان کے کسی جرنیل کو نہیں ملا۔ شاید دنیا میں کسی جرنیل کو ملا ہو (جس کا مجھے علم نہیں)۔ اصغر خان ۱۹۵۸ء میں پاکستان فضائیہ کے پہلے پاکستانی کمانڈر انچیف بنے تھے۔ آتے ہی فیروز شاہ تغلق کی طرح اصلاحات کا بھوت سر پر سوار ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کراچی سے پشاور تک پوری پاکستانی فضائیہ نے Mutiny (بھوک ہڑتال) کر دی۔ کام سے انکار نہیں کیا مگر کھانے سے احتجاجی انکار کر دیا۔ نتیجتاً سینکڑوں جوانوں کا کورٹ مارشل ہوا۔ سینکڑوں کو فوجی جیل میں سزا بھگتنی پڑی۔ تب جناب ائیر مارشل صاحب کا خمار اترا۔

۱۹۶۵ء میں قوم نے تو فراخدلی سے ان کو سر پر بٹھایا۔ مگر جناب کو عزت راس نہ آئی۔ سیاست میں آدھمکے اور لگے الٹے سیدھے بیان داغنے۔ چنانچہ ایک دفعہ پھر ۱۹۵۸ء کی طرح ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ کرسی نہ ملنے کی پاداش میں جناب پاکستان اور پاکستانی قوم سے خار کھا بیٹھے ہیں۔ اور اب بدلہ لینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

والسلام

سید افتخار احمد

قارئین ندائے خلافت نوٹ فرمالیں کہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کا e-mail ایڈریس تبدیل ہو گیا ہے۔ نیا e-mail ایڈریس یہ ہے :
anjuman@tanzeem.org

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

I.C.S. / I.Com. / F.A. *(Arts and Gen.Science)*

میں داخلے جاری ہیں

بیرون لاہور کے طلبہ کے لئے ہاسٹل کی مناسب سہولت بھی موجود ہے

داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ : 4 اگست 2000ء

انٹرویو : 5 اگست 2000ء صبح نو بجے

برائے تفصیلات و پراسپکٹس

پرنسپل : 191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور فون : 5833637

مزید برآں طالبات کے لئے مرکزی انجمن کے تحت قائم شدہ معیاری تعلیمی ادارے

قرآن کالج فار گرلز

433-K بلاک' ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم

میں بھی ایف اے سال اول میں داخلے جاری ہیں

جہاں بچیوں کے لئے نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تربیت کا بھی مناسب اہتمام ہے۔

کالج کا پہلا گروپ انتہائی کامیابی سے اپنا تعلیمی سال مکمل کر چکا ہے

تفصیلات کے لئے پراسپکٹس طلب کریں

ناظم کالج : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور 5869501-03